

## امن کا بھاری پتھر!

1947 سے 1964 تک پاکستان مثالی ترقی کر رہا تھا۔ پوری دنیا بالخصوص مسلمان ممالک سے طلباء اور طالبات کی کثیر تعداد ہمارے ملک میں تعلیم حاصل کرنے آتی تھی۔ معیشت چار فیصد سے لیکر نو فیصد کے حساب سے بڑھ رہی تھی۔ ملکی دارالحکومت میں غیر ملکی وفد صرف یہ دیکھنے کیلئے آتے رہتے تھے کہ ہمارا ملک بالآخر اتنی حیرت انگیز ترقی کیسے کر رہا ہے۔ زراعت اور صنعت کے میدان میں ہماری بالادستی بھرپور اور قطعی تھی۔ 1965 میں ہمارے وزیر خارجہ نے آپریشن جیزائمر شروع کروا دیا۔ کشمیر بنے گا پاکستان، کانعرہ بلند ہوا۔ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ اس جنگ سے کیا نقصان ہوا اور کیا فائدہ۔ مگر ایک اہم ترین نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ہماری اقتصادی ترقی کی شرح کم ہو گئی۔ اس نقصان سے ہم دوبارہ واپس نہیں نکل سکے۔ ترقی کے گھوڑے نے ایسی ٹھوک کھائی کہ پھر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا گیا۔ سوچنے بلکہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جنگوں نے ہمیں از حد نقصان پہنچایا اور پھر دنیا میں ہمارا وجود ایک بھکاری ملک کا سا ہو گیا۔

ان میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں، جو آپکے علم میں نہ ہو۔ مگر شاید ملک کی حیرت انگیز ترقی کے متعلق معلومات کم ہوں۔ لائل پور زرعی یونیورسٹی میں اتنے غیر ملکی مرد اور خواتین، تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ ایک پورا ہاسٹل انکے لیے مختص کر دیا گیا تھا۔ شام کو غیر ملکی طلباء اور طالبات عام بازاروں میں سائیکلوں پر سوار نظر آتے تھے۔ میڈیکل کالج یعنی کنگ ایڈورڈ اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں سینکڑوں غیر ملکی، افراد ڈاکٹر بننے کیلئے قطاروں میں لگ کر داخلہ لیتے تھے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کا بھی یہی حال تھا۔ مجموعی طور پر 1965 تک پوری دنیا میں پاکستان ایک محترم اور قابل قدر ملک کے طور پر اٹھ رہا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے عوامی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے، صدر ایوب کو قائل کر لیا کہ پاکستان کو کشمیر حاصل کر لینا چاہیے۔ موقع شناسی کے استدلال پر حد درجہ سوالات موجود ہیں۔ آخر یہ مشورہ کیونکر دیا گیا۔ صدر ایوب کے سوال پر کہ کیا ہندوستان، بین الاقوامی سرحد عبور کر کے بھرپور جنگ تو نہیں شروع کر دیگا۔ اس کا جواب وزیر خارجہ کی طرف سے دوبارہ ایک سوالیہ نشان تھا۔ بالکل نہیں۔ پاکستان نے کشمیر پر یلغار کی اور تھوڑے عرصے کے بعد ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ 1965 کی جنگ ہوئی۔ کون جیتا، کون ہارا۔ اس سے صرف نظر کر کے صرف ایک سچ سامنے آیا کہ پاکستان کی ترقی یک دم رُک گئی۔ شرح نمو بھی کم ہونی شروع ہو گئی۔ ترقی کے دھارے سے ایسے باہر ہوئے کہ آج تک مثبت سمت میں جا کر اپنا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکے۔ یہ وہ نکتہ ہے جس پر ہمارے ملک میں مختلف وجوہات کی بدولت دلیل پر کم بات کی جاتی ہے۔ یہ بات تو مختلف حلقے ضرور کرتے ہیں کہ پاکستان 1965 کی جنگ جیت گیا۔ مگر ترقی کے کم ہونے کی بات حد درجہ محدود ہوتی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے پورے ملک میں ترقی کرنے یا جنگ کرنے کے بارے میں زندہ مکالمہ بہت ہی کمزور ہے۔

1970 میں اپنے والد محترم کے ساتھ لاہور آنا ہوا۔ واپڈا ہاؤس کے سامنے بھارت کے خلاف کسی سیاسی جماعت کا پُر امن جلسہ

ہو رہا تھا۔ اچانک ایک نوجوان آیا اور ہماری گاڑی کی ونڈسکرین پر ایک پوسٹر چپکا دیا۔ اس پر لکھا تھا۔ Crush India اور ساتھ ہی ایک

آہنی مکا بنا ہوا تھا۔ میں بہت چھوٹا تھا۔ ایک دم ذہن میں آیا کہ اپنے ہاتھ سے انڈیا کو مکھی کی طرح مسل دوں۔ خیر یہ ایک ناپختہ ذہن کی بات تھی۔ 70 کی جنگ میں مشرقی پاکستان ہم سے کٹ گیا۔ مگر مغربی پاکستان پر قبضہ کرنے کی ہندوستانی سکیم کو امریکی صدر نے روکا۔ یہ حد درجہ تلخ حقیقت ہے کہ آج کے پاکستان کا وجود، اس وقت کے امریکی صدر کی بھارتی وزیراعظم کو دھمکی کی وجہ سے قائم ہے۔ مگر جوہری بات یہ ہے کہ ہماری معاشی ترقی مکمل طور پر رک گئی۔ بعد ازاں ہم نے اپنے ملک کو آگے بڑھانے کی بجائے ایک ایسا راستہ منتخب کر لیا جو آج تک قائم ہے۔ یعنی ہر سطح پر بھارت سے حد درجہ دشمنی۔ عمومی رویہ کو بھی اسی جہت میں باقاعدہ ترتیب دیا گیا۔ دونوں ملکوں میں اس درجہ نفرت عود کر آئی کہ امن کی بات کرنے والے کو غدار، ہندوستانی ایجنٹ اور ملک دشمن قرار دیا جانے لگا۔ اس بیانیے نے جیسے جیسے طاقت پکڑی، پاکستان کی ترقی اسی شرح سے اندھیری گھاٹی میں اترنے لگی۔ ہمارے قومی لیڈران نے اپنے ملک کی سالمیت اور معاشی ترقی کو پس پشت ڈال کر، ہندوستان سے لڑائی، جنگ، جھڑپیں اور مخالفت کو قومی پالیسی بنا دیا۔ جس سیاستدان نے ہندوستان سے ذرا سے تعلقات بہتر کرنے کی کوشش کی، اسے نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ یہ سلسلہ اب کبھی بھی رُکے گا نہیں۔ مگر ہمارے اس بیانیے کے ردِ عمل میں ہندوستان میں انتہا پسند ہندو جماعتوں نے حکومت حاصل کر لی۔ بی جے پی کا بیانیہ، مکمل طور پر ہمارے بیانیے کے برابر مگر متضاد تھا اور ہے۔ یہاں سے معاملات کی سنگینی اس سطح پر چلی گئیں، جہاں سے معاملہ سنبھل نہیں پارہا۔ پاکستان دشمنی میں ہندوستان نے انتہائی سفاکی سے ہماری سفارت کاری پر ضرب لگائی۔ پورا مشرق وسطیٰ جو ہمارا حلیف تھا۔ ہمارے ”ہندوستان مخالف بیانیے“ سے دور جا کھڑا ہوا۔ امریکہ جو آج بھی سپر پاور ہے، ہندوستان کے قریب ہو گئی۔ جب ہندوستان کو یقین ہو گیا کہ ہم معاشی طور پر حد درجہ کمزور ہیں اور اندرونی خلفشار کی بدولت ٹھوس بنیادوں پر ترقی کرنے پر ناکام ہیں تو بی جے پی نے کمال مہارت سے وہ عوامی پتہ کھیلنا جو بڑی پہلے ہمارے وزیر خارجہ نے 1964 میں یکطرفہ طور پر کھیلنے کی کوشش کی تھی۔

ہندوستان کے نیا سیاسی بیانیے کی سوائے چین کے کسی نے بھی بھرپور مذمت نہیں کی۔ بیانیہ تھا اور ہے، کہ ہماری سلامتی کو ہر طریقے سے نقصان پہنچایا جائے۔ اندرونی بغاوتوں کو بڑھا دیا جائے۔ ہمارے چند سیاسی لیڈروں کے اوپر اعتماد کیا جائے اور انکو کامیاب بنایا جائے۔ آج کی تاریخ تک ہندوستان کا یہ خوفناک بیانیہ ہمارے لیے ہر مقام پر آزار پیدا کر رہا ہے۔ بھارتی وزیراعظم کا یہ کہنا کہ وہ پاکستان پر سرجیکل سٹرائیک کیلئے تیار ہیں، اب ایک کھلا راز ہے۔ ہندوستانی آرمی چیف، بی جے پی کی اعلیٰ قیادت گزشتہ تین چار برسوں سے پاکستان کی سالمیت کے خلاف کھل کر منفی باتیں کر رہی ہے۔ تھوڑے دن پہلے ہمارے وزیر خارجہ نے دوہی میں ایک پریس کانفرنس کی جس میں انہوں نے ہندوستان کے عزائم کا ذکر کیا۔ مگر کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ دنیا کے کسی مضبوط ملک نے ہمارے وزیر خارجہ کے بیانیہ پر مثبت ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔ یہ مسئلہ حد درجہ تشویش ناک ہے اور اسے صرف جنگی جنون اور عسکری منصوبہ بندی کے تحت حل کرنا، کافی مشکل ہے۔ ہماری فوجی تیاری کا بھرپور علم ہے۔ چین کے پاکستان کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات بھی ادراک ہے۔ مگر طالبعلم کے نقطہ نظر کے مطابق، مضبوط فوج، امن کی ضمانت ہوتی ہے۔ انکی طاقت صرف ایک نتیجہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ہماری سرحدوں پر حملہ کرنے کی کوئی بھی حماقت نہ کرے۔ دراصل عسکری قوت امن کی ضامن ہوتی ہے۔ اور اس امن کے دورانہ میں ملکی حالات

کو بہتر کرنا سیاسی حکومتوں کا اولین فرض ہوتا ہے۔ تکلیف دہ سچ ہے کہ ہماری جمہوری اور غیر جمہوری قوتوں نے امن سے وہ فوائد حاصل نہیں کیے جو ساؤتھ کوریا، جاپان، چین یا ویت نام نے حاصل کر لیے۔ ہمیں مکمل طور پر صرف ایک طرف سوچنے کی عادت ڈال دی گئی کہ کچھ نہ کچھ بُرا ہونے والا ہے۔ لہذا اپنے مالی حالات بہتر کرو اور ملک سے بھاگ جاؤ۔ اسکی ہزاروں نہیں، لاکھوں مثالیں موجود ہیں۔

ہندوستان اگر پاکستان کے خلاف جنگ کرتا ہے تو اسکے نتائج بالکل بھی اَخذ نہیں کیے جاسکتے۔ مکمل جنگ ہونا قدرے دشوار ہے۔ مگر سرجیکل سٹرائیک ہو سکتی ہے اور اس سے معاملات کس طرف جائینگے۔ اس پر فی الحال کوئی پیشن گوئی کرنا ناممکن ہے۔ سرجیکل سٹرائیک کی وجوہات میں ایک تو وہ باہمی بد اعتمادی اور نفرت ہے جو دونوں ملکوں میں ایک خاص منصوبہ بندی کر کے بڑھائی گئی ہے۔ دوسرا، ہندوستان، اس وقت شدید اندرونی مسائل کا شکار ہے۔ ریاستوں کے الیکشنوں میں بی جے پی، طاقت کا سہارا لیکر جیت رہی ہے۔ مگر اسکے خلاف صوبوں میں شدید ردِ عمل سامنے آرہا ہے۔ بہار، حیدرآباد، بنگال اور کئی صوبوں میں مرکزی حکومت کے خلاف جذبات بھڑک رہے ہیں۔ پنجاب اور ہریانہ کے کسان اس وقت دہلی کے ارد گرد لاکھوں کی تعداد میں موجود، چند قوانین کی منسوخی کیلئے دھرنا دیے بیٹھے ہیں۔ ان اندرونی معاملات سے توجہ ہٹانے کیلئے مودی، ایک محدود جنگ کر سکتا ہے۔

اس صورتحال میں ہماری سولین حکومت کو کیا کرنا چاہیے۔ سرجیکل سٹرائیک کے ردِ عمل کو سامنے رکھتے ہوئے بھارت بھی تذبذب کا شکار ہے۔ مگر میرا سوال حد درجہ مختلف ہے۔ تدبیر کیا ہونی چاہیے۔ طالب علم کی نظر میں، ہمارے سیاسی لیڈران کو امن کی طرف بھرپور قدم بڑھانا چاہیے۔ علم میں ہے، کہ میری اس تجویز پر بہت نکتہ چینی ہوگی۔ مگر تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ہماری پوری ترقی، ہندوستان سے جنگوں اور محاذ آرائی میں برباد ہوگئی۔ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ملکی سیاسی رہنما، انتہائی سنجیدگی سے ہر طرح کی سفارت کاری کو استعمال کر کے ہندوستان سے امن قائم کرنے کی کوشش کریں اور یہ ممکن ہے۔ یہ مشکل کام ہے مگر ناممکن نہیں۔ جنگ کسی بھی مسئلے کا کوئی حل نہیں۔ اس سے تو میں پامال ہو جاتی ہیں۔ امن کیلئے کوشش ملکی مفاد میں ہے۔ مگر یہ بھاری پتھر کون اٹھائے گا۔ مجھے تو دور دور تک سیاسی بونے نظر آ رہے ہیں جو جذباتیت پر مبنی نعرے لگا رہے ہیں۔ امن کی بات کرنے والا ہو سکتا ہے، ملک دشمن قرار دیا جائیگا۔ مگر، امن ہی ہماری ترقی کا واحد ضامن ہے۔ باقی جنگ کرنی ہے تو شوق سے کیجئے؟

راؤ منظر حیات